سوال

(316) الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ مفسرین کی تصریحات میں

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ مفسرین کی تصریحات میں واضح کریں

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

اسلام میں طلاق کی تین قسمیں ہیں :

آئیے مفسرین کرام کی تصریحات پڑھ لیں ۔ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ کا کیا مطلب ہے ؟

بعض مفسرین کی رائے ہے کہ یہ آیت طلاق رجعی کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔ اور مطلب یہ لیتے ہیں کہ طلاق رجعی دو طلاقین ہیں ۔ جن کے بعد رجوع کرنے اور عورت کو چھوڑ دینے ، دونوں کی گنجائش ہے ۔ تین دفعہ طلاق کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں ہے ۔

کچھ دوسرے مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت میں مسلمانوں کی شرعی طلاق دینے کا طریقہ بتایا گیا ہے ۔ مطلب یہ کہ طلاق یکے بعد دیگرے بس دو بار ہونی چاہیے ۔ جن کے بعد عورت سے رجوع کرنے یا اسے چھوڑ دینے کا موقع رہتا ہے ، لیکن اگر کوئی شخص اس کے بعد بھی طلاق دے دے تو پھر یہ عورت اس پر حرام ہوجائے گی ۔ ان دو اقوال کے علاوہ کچھ اور اقوال بھی ہیں ، لیکن بنیادی اہمیت کے یہی دو قول ہیں ۔

امام المفسرین ابن جریر دونوں قول بیان کرتے ہیں اور پہلے قول کو ترجیح دیتے ہیں ۔

پہلے قول کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں :

إختلف أهل التاويل فی تاويل ذلک فقال بعضهم هو دلالة علی عدد الطلاق الذی يكون الرجل فيه الرجعة والعدد الذی تبين به زوجته منه

''تفسیر کرنے والوں کا اس آیت کا تفسیر میں اختلاف ہے ۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اس آیت میں طلاق کی تعداد بتائی گئی ہے جس میں شوہر کو رجوع کا حق حاصل ہے ۔ اور وہ تعداد جس میں عورت شوہر سے جدا ہوجاتی ہے ۔ موصوف فرماتے ہیں کہ اہل عرب میں طلاق دینے کے بارے میں کوئی حد نہ تھی ۔ وہ طلاقیں دیتے اور رجوع کرتے رہتے تھے ۔ اس سلسلہ

میں مذکور بالا انصاری صحابی وغیرہ کے کچھ آثار واقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

تاویل الآیۃ علی ھذا الخبر الذی ذکرنا عدد الطلاق الذی لکم ایھا الناس فیہ علی أزواجکم الرجعۃ اذا کن مدخولا بھن تطلیقان ثم الواجب علی من راجع بکم بعد التطلقتین إمساک بمعروف او تسریح باحسان لانہ لا رجعۃ لہ بعد التطلیقین أن سرحھا فطلقھا الثالثۃ

اس روایت کے مطابق جو ہم نے قرآن کی آیات کی تفسیر یہ ہوگی کہ اے لوگو! طلاق کی وہ تعداد جس میں تمہارے لئے اپنی بیویوں کے سلسلہ میں جب کہ ان سی مقاربت ہوچکی ہو رجوع کا حق ہو دو طلاقیں ہیں ۔ پھر تم میں سے جو شخص دو طلاقوں کے بعد رجوع کرے اس پر واجب ہے کہ وہ بھلے طریقہ پر عورت کو روک لے یا پھر عمدگی کے ساتھ چھوڑ دے ۔ کیونکہ دو طلاقوں کے بعد اسے رجوع کا حق نہیں : اگر اسے چھوڑ دیا اور تیسری طلاق دے دی ۔ دوسرے قول کا ذکر وہ درج ذیل الفاظ میں کرتے ہیں :

وقال اٰخرون انما انزلت ہذہ الآیۃ علی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعریفا من اللہ تعالی ذکرہ عبادہ سنۃ طلاقھم نسائھم إذا أرادوا اطلاقھن لا دلالۃ علی القدر الذی تبین بہ المرأۃ من زوجھا

''کچھ دوسرے لوگوں نے کہا کہ یہ آیت اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لئے اتری ہے تاکہ اللہ اپنے بندوں کو طلاق کا طریقہ سکھلائے ۔ جب وہ اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہیں ، نہ اس لئے کہ وہ ان پر طلاق کی وہ تعداد بیان کرے جس سے عورت اپنے خاوند سے جدا ہوجاتی ہے ۔

اس کے بعد امام ابن جریر اپنی رائے کا اظہار حسب ذیل الفاظ میں ارقام فرماتے ہیں : والذی أولی بظاہر التنزیل ماقالہ عروۃ وقتادۃ ومن قال مثل قولھم أن الفاظ ھی

دلیل علی عدد الطلاق الذی یکون بہ التحریم ویطول بہ الرجعۃ فیہ والذی یکون فیہ الرجعۃ منہ (1) جامع البیان پارہ دوم تفسیر آیت مرتان

''اور قرآن کے ظاہر الفاظ سے قریب بات وہ ہے جسے عروۃ قتادہ اوران جیسی بات کہنے والوں نے کہا ہے ، یعنی یہ آیت طلاق کی تعداد پر دلیل ہے اس تعداد جس سے عورت حرام ہوجاتی ہے اور رجوع کا موقع ختم ہوجاتا ہے اور اس تعداد پر جس میں رجوع کا حق باقی رہتا ہے ۔ ،،

علامہ ابو بکر جصاص رازی حنفی احکام القرآن میں ان آیات پر مفصل بحث کرتے ہوئے تین مفہوم بیان فرماتے ہیں :

قد ذکرت فی معناہ وجوہ أحدھا إنہ بیان للطلاق الذی تثبت معہ الرجعۃ یروٰی ذلک عن عروۃ بن الزبیر وقتادۃ والثانی أنہ بیان لطلاق السنۃ المندوب إلیہ ویروٰی ذلک عن ابن عباس ومجاھد والثالث أنہ أمر بأنہ إذا أراد أن یطلقھا ثلاثا فعلیہ تفریق الطلاق فیتضمن الأمر بالطلاق مرتان ثم ذکر بعدھما الثالثۃ (1) احکام القرآن لابی بکر جصاص .

اس آیت کے معنی میں کئی اقوال بیان کئے گئے ہیں ایک قول یہ ہے اس طلاق کا بیان ہے جس کے بعد رجعت کا حق ہوتا ہے یہ قول عرون بن زبیر اور قتادہ سے مروی ہے ۔ دوسر قول یہ ہے کہ یہ طلاق سنت کا بیان ہے ۔ جو طلاق کا پسندیدہ طریقہ ہے ، اس قول کی روایت ابن عباس اور مجاہد سے کی گئی ہے ۔ تیسرا قول یہ ہے کہ یہ حکم ہے کہ جب کوئی تین طلاق دینے کا ارادہ کرے تو اس پر واجب ہے کہ وہ طلاق الگ الگ کر کے دے ۔ اس میں یہ بات بھی آجاتی ہے کہ صرف دو بار طلاق دی جائے اسے کے بعد تیسری طلاق کا ذکر کیا گیا ہے ۔ آخری دو اقوال کی رو سے ان آیات میں طلاق کے ایک ایک کر کے دینے کا ذکر یا حکم ہے نہ کہ ایک بار میں تین طلاق دینے کا ۔ پہلے قول کی رو سے بھی یہ آیت یکجائی تین طلاق دینے کے حکم میں صریح نہیں ہے کیونکہ اس قول کی رو سے اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ طلاق رجعی دو طلاقیں ہیں جن کے بعد چھورنے اور رجوع کرنے دونوں کا حق باقی رہتا ہے ۔ دو طلاق کے بعد اگر تیسری طلاق دے دی جائے تو یہ حق باقی نہیں رہتا ۔ تین طلاق یکبارگی دینے کا تذکرہ آیت میں کسی مفہوم کی رو سے نہیں ۔

حضرت علامہ شمس پیرزادہ امیر جماعت اسلامی مہاراشٹر اسٹیٹ ، انڈیا ۔ اس آیت کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں : اس آیت میں مرتان دو مرتبہ کا لفظ جو آیا ہے ۔ اس سے طلاق کا لفظ دہرانا یا عدد کی صراحت کے ساتھ طلاق دینا لیا جاتا ہے ۔ اس بنا پر طلاق ، طلاق ، طلاق یا تین طلاق کہہ دینے پر تین طلاقوں کا حکم لگایا جاتا ہے حالانکہ مرتان کا مطلب لفظ طلاق کو دہرانا نہیں بلکہ دوسری دفعہ طلاق دینا ہے ۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ دو دفعہ دینے کے بعد رجوع کا حق باقی نہیں رہتا ۔ اس کا یہ مطلب کس طرح صحیح ہوگا کہ اگر کسی نے بیک وقت طلاق ، طلاق ، طلاق کہہ دیا تو رجوع کا حق باقی نہیں رہا اور طلاق مغلظہ ہوگئی ۔ حالانکہ اس شخص نے ایک ہی دفعہ طلاق دی ہے ۔ لفظ مرتان کا جو مطلب لیا جاتا ہے وہ درج ذیل تین وجوہ ہیں

صحیح نہیں ہے۔

اولا: لغت عربی میں مرتان کا مطلب مرۃ بعد مرۃ ہے یعنی ایک دفعہ کے بعد دوسری دفعہ نہ کہ محض لفظی تکرار اور اس کی نظیریں قرآن میں ملتی ہیں مثلا ایک جگہ فرمایا:

أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ   ١٢٦ ...التوبة

''کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہر سال ایک یا دو مرتبہ انہیں آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔،، اور دوسری جگہ فرمایا گیا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۚ مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۚ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ   ٥٨ ...النور

''اے ایمان والو تمہارے مملوک (غلام، لونڈی) اور تمہارے نابالغ بچے تین اوقات میں اجازت لے کر تمہارے پاس آیا کریں۔ ایک نماز فجر سے پہلے دوسرے جب تم دوپہر کے وقت آرام کے لئے کپڑے اتار رکھتے ہو اور تیسرے عشاء کی نماز کے بعد یہ تین وقت تمہاری بے پردگی کے وقت ہیں۔،،

اس آیت کے آخر میں تین اوقات کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں ثلث مرات (تین اوقات میں) کا مطلب الگ الگ تین اوقات ہیں۔ نہ کہ زمانہ واحد میں تین اوقات کا اجماع۔ اس سے واضح ہوا کہ مرتان میں تفریق کا مفہوم شامل ہے۔ اگر کوئی مثال اجماع کی پش کی جا سکتی ہے تو وہ اعیان کی ہوگی نہ کہ افعال کی۔ کیونکہ فعل میں زمانہ واحد میں مرتان کا اجتماع ممکن نہیں۔

ثانیا: رمی جمار کی مثال ہے۔ سات کنکریاں مارنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص سات مرتبہ ایک ایک کنکری مارنے کے بجائے ایک ساتھ سات کنکریاں مارے گا تو حکم کی تعمیل نہیں ہوگی اور جمہور علماء کے نزدیک ایک ہی رمی شمار ہوگی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ الفاظ کہے کہ میں تینتیس بار سبحان اللہ کہتا ہوں تو ایک ہی تسبیح شمار ہوگی نہ کہ تینتیس۔

ثالثا: چار قسموں کی مثال ہے۔ جس کا حکم لعان کے سلسلہ میں دیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص الگ الگ چار قسمیں کھانے کے بجائے ایک ساتھ کہہ دے کہ میں چار قسمیں کھا کر کہتا ہوں تو اس ایک ہی قسم شمار ہوگی نہ کہ چار۔ مرتان کی بحث کے لئے ملاحظہ ہو علامہ ابن قیم کی کتاب زاد المعاد ج4 ص59۔

اگر مذکورہ آیات میں طلاق کا عدد ہوتا تو مرتان کی جگہ لفظ اثنتان استعمال کیا جاتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرتان سے مراد لفظ طلاق کی تکرار یا عدد نہیں ہے: بلکہ الگ الگ دو دفعہ طلاق دینا ہے۔

چنانچہ امام رازی لکھتے ہیں: طلقوا مرتیں یعنی دفعتین

''دو مرتبہ طلاق دو یعنی دو دفعہ طلاق دو،، (تفسیر کبیر: ج2 ص26)

مزید لکھتے ہیں: ان الطلاق المشروع متفرق لان المرات لاتکون الا بعد تفرق بالاجماع. (1) تفسیر کبیر ج2 ص26

''مشروع طلاق یہ ہے کہ الگ الگ طلاق دی جائے کیونکہ بالاجماع مرات تفرق کے بعد ہی ممکن ہے۔،، لہذا جب دو طلاقیں جو مجموعی طور پر ایک ہی دفعہ دی گئی ہوں دو شمار نہیں ہوں گی تو تین طلاقیں جو مجموعی طور پر ایک ہی دفعہ دی گئی ہوں کس طرح تین شمار ہوں گی۔ پھر جس پس منظر میں تین طلاقوں کا حکم بیان کیا گیا اس کو بھی اگر ملحوظ رکھا جائے تو بات اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بیک وقت کئی طلاقیں دینے کا رواج نہیں تھا۔ بلکہ بار بار طلاقیں دی جاتی تھیں بار بار رجوع کیا جاتا تھا۔ اس لئے الطلاق مرتان کا مفہوم یہی بار بار کی طلاقیں ہوگا نہ کہ بیک وقت دی جانے والی متعدد طلاقیں۔ سورہ طلاق میں ہدایت کی گئی کہ جب طلاق دی جائے تو عدت کے لئے دی جائے آیت:

يَأَيُّهَا النَّبِىُّ إِذا طَلَّقتُمُ النِّساءَ فَطَلِّقوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحصُوا العِدَّةَ... ١ ... الطلاق

''اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو عدت کے لئے طلاق دو اور عدت کو شمار کرو۔''

عدت کے لئے طلاق دینے کا مطلب یہ ہے کہ ایسے وقت میں طلاق دی جائے جب کہ عدت کا آغاز ہو سکے۔ جو شخص بیک وقت تین طلاقیں دیتا ہے وہ عدت کا لحاظ نہیں کرتا۔ کیونکہ پہلی طلاق دیتے ہی عدت شروع ہو گئی لیکن دوسری اور تیسری طلاق میں عدت کا لحاظ نہیں رہا۔ حالانکہ ہر طلاق کے لئے عدت کا لحاظ ضروری ہے۔ قرآن نے نہ صرف حکم دیا ہے کہ عدت کا لحاظ کر کے طلاق دی جائے بلکہ عدت کے اندر رجوع کرنے کا بھی حق دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَإِذا طَلَّقتُمُ النِّساءَ فَبَلَغنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمسِكوهُنَّ بِمَعروفٍ أَو سَرِّحوهُنَّ بِمَعروفٍ ٢٣١ ... البقرة

کہ جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی عدت پوری ہونے کو آجائے۔ تو بھلے طریقہ سے روک لو یا پھر معروف کے ساتھ رخصت کر دو۔ یہ آیت صراحت کرتی ہے کہ جب عدت پوری ہو رہی ہو تو بھلے طریقہ پر روکا جا سکتا ہے، یعنی عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کیا جا سکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کا یہ حق جو اللہ تعالیٰ نے مرد کو دیا ہے کس نے ساقط کیا؟ گر کوئی نص ساقط کرنے کی موجود ہے تو کوئی مسئلہ باقی نہیں رہتا۔ لیکن اگر ایسی کوئی نص موجود نہیں تو اس کا مطلب یہی ہو گا کہ تیسری دفعہ کی طلاق سے پہلے عدت کے اندر مرد کو رجوع کا حق ہے۔ لہذا بیک وقت دی ہوئی تین طلاقوں کے بعد بھی رجوع کا حق باقی رہتا ہے بالفاظ دیگر تیسری دفعہ کی طلاق دو دفعہ دی ہوئی، طلاق رجعی کی بتدریج ہی واقع ہوتی ہے نہ کہ بیک وقت۔ اللہ تعالیٰ نے الگ الگ طلاقیں دینے ہی کا اختیار مرد کو دیا ہے جیسا کہ الطلاق مرتان سے ظاہر علامہ ابو بکر جصاص حنفی آیت الطلاق مرتان کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

تضمنت الأمر بإيقاع الإثنتين في مرة فهو مخالف لحكمها (1) احکام القرآن ج 1 ص 280.

یعنی آیت الطلاق مرتان دو طلاق دو مرتبہ میں واقع کرنے کے امر کو شامل ہے تو جس نے دو طلاقیں بیک دفعہ ایک طہر میں دے دیں اس نے اس حکم الٰہی کی مخالفت کی۔

محدث ابو الحسن سندھی حنفی تصریح فرماتے ہیں: قوله تعالى الطلاق مرتان إلى قوله ولاتتخذوا آيات الله هزوا فان معناه التطليق الشرعي تطليقة على التفريق دون الجمع والإرسال مرة واحدة ولم يرد بالمرتين التثنية ومثله قوله تعالى ثم ارجع البصر كرتين أى كرة بعد كرة لاكرتين اثناء (1) حاشیہ سنن النسائی ج 2 ص 81۔ مطبع انصاری دھلی

یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ شرعی طلاق متفرق طور پر ایک طلاق کے بعد دوسری ہونی چاہیے۔ نہ کہ ایک ہی بار اکٹھی۔ مرتان سے مراد تثنیہ نہیں ہے جیسا کہ آیت ثم ارجع البصر کرتین میں ایک مرتبہ کے بعد دوسری مرتبہ نظر اٹھا کر دیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

مولانا محمد تھانوی مولانا اشرف علی تھانوی کے استاذ بھی اس آیت کی تفسیر میں تقریباً یہی لکھا ہے اور اس معنی کی تعیین و تائید کی ہے۔ فرماتے ہیں:

أن قوله تعالى الطلاق مرتان معناه مرة بعد مرة فالتطليق الشرعي على التفريق دون الجمع والإرسال .. (2) حاشیہ سنن النسائی ج 2 ص 99

''آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایک طلاق کے بعد دوسری طلاق دی جائے، پس طلاق شرعی وہ ہے جو متفرق طور پر متفرق طہروں میں دی جائے نہ کہ بیک وقت ایک مجلس میں۔

مشہور مفسر قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی الطلاق مرتان کی تفسیر میں تصریح فرماتے ہیں۔

وكان القياس أن لاتكون الطلقتان المجتمعان معتبرة شرعا وإذا لم يكن الطلقتان المجتمعتان معتبرة لم يكن الثلاث المجتمعة معتبرة بالطريق الاولى لوجودهما فيهما

''قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ مجموعی طور پر دی گئی دو طلاقیں معتبر نہ ہوں گی تو تین اکٹھی کا تو بدرجہ اولیٰ اعتبار نہیں ہوگا،

اس لئے کہ وہ دونوں مع ایک زائد تین کے اندر موجود ہیں۔

الشیخ ابو بکر جابر الجزائری الطلاق مرتان کے تحت لکھتے ہیں:

یطلقھا ثم یردھا ثم یطلقھا ثم یردھا ای یملک الزوج الارجاع فی طلقتین اَما اَن طلق الثالثۃ فلا یملک ذلک ولا ترجع حتی تنکح زوجا غیرہ .(3)ایسر التفاسیر: ج1ص413.

’’مرتان کا مطلب یہ ہے کہ ایک مجلس میں ایک طلاق دے، پھر رجوع کرلے، پھر دوسری بار دوسری طلاق دے اور عدت گزرنے سے پہلے رجوع کرلے۔ یعنی ایک مجلس میں ایک ہی طلاق دینے کا حکم ہے ایک ساتھ دو یا تین طلاق دینے کی اجازت نہیں۔بہر کیف یہ بات بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیات ایک مجلس میں تین طلاق دینے کے بارے میں خاموش ہیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص766

محدث فتویٰ